

## اسباب نزول (قطع دوم)

**(The Occasions, Reasons, and Contexts for the Revelation of the Qur'ān) Part-II**

مرانِ الاسلام حنفیف ☆

### **Abstract**

The Arabic word *sabab* (pl. *asbab*) means reason, cause and motive. *Ma'rifah asbab al-nuzūl* <sup>1</sup> is the knowledge about the reasons of the revelations, i.e. the knowledge about the particular events and circumstances in history that are related to the revelation of particular passages from the Qur'ān. Knowledge about the *asbab al-nuzūl* <sup>1</sup> helps one to understand the circumstances in which a particular revelation occurred, which sheds light on its implications and gives guidance to the explanation (*tafsīr*) and application of the *yah* in question for other situations. The extent and scope of usefulness of the occasions of revelation have been a matter of contention among Muslim scholars. Some scholars overstressed their importance so much that they gave the impression that every passage of the Qur'ān must have an occasion, while others seemed inclined to play down their usefulness and importance altogether. This article is the continuation of Part-I and further elaborates on the topic focusing on the point that only those *asbab* are to be considered which have a valid *isnād* “chain of narrators”.

### **اسباب نزول اور مناسبت**

تفسرین کے مابین ایک بحث یہ پائی جاتی ہے کہ قرآنی آیت کی تفسیر کے ضمن میں پہلے سبب نزول ذکر کیا جائے یا آیات کے مابین مناسبت بیان کی جائے؟ امام زرشی لکھتے ہیں کہ: اگر مناسبت کی وضاحت سبب نزول پر موقوف ہو تو سبب نزول کو پہلے ذکر کرنا بہتر ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے مناسبت ذکر کی جائے۔ انہوں نے اس کی ایک مثال بھی دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

“أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا أَنْصِيَاءً مِّنَ الْكُشِبِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْرِ وَالظَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لَلَّهُ ذِيَّنَ كَفَرُوا  
هُؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ أَمْنَوْا سِنِيلًا”<sup>1</sup>

\* استاذ پروفیسر، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

”بِيَقْمَنْ نَفَرَ لَوْغُونْ كُونْهِينْ دِيكْهَا جِنْهِينْ كِتَابَ كَعْ علمَ كَاْپَچَ حَصَدَ دِيَگِيَاهِيَهَ اُورَانَ كَاْحَالَ يَهَ هَيَهَ كَجَتَ اُورَ طَاغُوتَ كُونَمَنَتَهَ بِيَهَ اُورَ كَافِرَوْنَ كَعْ مَتَلَقَ كَتَتَهَ بِيَهَ كَهَ اِيمَانَ لَانَ دَالَوْنَ سَهَ توَيَّهِيَ زِيَادَهَ صَحَّحَ رَاستَهَ پَرَهَ بِيَهَ۔“

اس آیت کا سبب نزول یہ بتایا گیا ہے کہ غزوہ بدر کے بعد یہود کا ایک سردار کعب بن اشرف<sup>2</sup> کمہ مکرمہ گیا وہاں اُس نے مشرکین قریش کو مسلمانوں سے انتقام لینے کے لیے اکسالیا اُن مشرکوں نے اس سے سوال کیا کہ بتاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سید ہے راستے پر ہیں یا ہم لوگ؟ اُس نے ڈھٹائی سے جواب دی: تم لوگ۔ اس آیت میں اس کی جانب اور اس جیسے دیگر یہود کی جانب اشارہ ہے جو اپنی إلهامی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف پڑھتے تھے یہ چیز اُن کے پاس امانت تھی مگر انہوں نے اس میں خیانت کیا۔ اسی سابق میں آگے ایک آیت میں عمومی خطاب ہے:

”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ كُمْ أَنْ تَؤْذُوا الْأَمْمَاتِ إِلَى أَهْلِهَا“<sup>3</sup>  
”بَعْ شَكَ اللَّهُ تَعَالَى حُكْمَ دَيْتَاهِ كَهَ اِمَانتَهَ اَهْلَ اِمَانتَهَ کَسَپَرَ کَروَ۔“

یہ سبب نزول ذہن میں رہے تو مذکورہ دونوں آیتوں کے درمیان مناسبت کی وضاحت اچھی طرح ہو جاتی ہے اس لیے اسے پہلے ذکر کرنا اولی ہے۔<sup>4</sup>

**اسباب نزول کے بارے میں ضروری امر**  
چونکہ فن شان نزول کی ساری عمارت روایت کی بنیاد پر قائم ہے اس لیے اس میں اسناد کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائے گا کہ کوئی شان نزول قبول کیا جائے یا اُسے رد کیا جائے۔ ذیل میں شان نزول کے دو واقعات نقل کئے جاتے ہیں، جوزبان زدھونے کے باوجود قطعاً قبل قبول نہیں۔

### سیدنا ثعلبہ بن حاطب انصاری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَتَنْتَامِنْ فَضْلِهِ لَأَضَدَّ قَنَّ وَلَكُونَنَّ مِنَ الصَّلِحِينَ فَلَمَّا آتَهُمْ مَنْ فَضْلِهِ بَخْلُوَاهِهِ وَتَوَلَّوْهُمْ مُعْرِضُونَ خَافَاقَ فَاعْبَهُمْ نَفَاقَافَیِ قُلُوبُهُمْ اَلِیَوْمِ يَلْقَوْنَهِ بِمَا آخْلَفُوۤا اللَّهُ مَا وَعَدُوۤهُ وَبِمَا كَانُواۤ اِنْكِذَبُوۤنَ“<sup>5</sup>

”اور ان (منافقین) میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ اپنی مہربانی سے ہم کو (مال) عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور نیکو کاروں میں سے ہو جائیں گے لیکن جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور وہ گردانی کر کے (اپنے عہد سے) پھر گئے تو اللہ نے ان کا انعام یہ کیا کہ اس روز تک جس میں وہ اللہ کے رُوْبُرُ حاضر ہوں گے ’ ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا ’ اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا ’ اس کے خلاف کیا اور اس لیے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔“

ان آیات کی تفسیر میں مفسرین کرام نے نقل کیا ہے کہ شعبہ بن حاطب النصاری (رضی اللہ عنہ) نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: دعاء کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے خوب مال عطا فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جائے اس کشیر مال سے بہتر ہے جسے انسان برداشت نہ کر سکے انہوں نے دوبارہ عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ تو اللہ کے نبی کے مثل ہو جائے۔ اگر میں چاہتا تو پہاڑ سونے میں تبدیل ہو کر میرے ساتھ چلتے۔ شعبہ (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ اللہ سے دعا فرمائیں ’ پھر وہ مجھے رزق عطا فرمائے تو میں حق دار کا حق پورے کا پورا ادا کروں گا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی ’ انہوں نے ایک بکری خریدی، اس نے لا تعداد بچے بننے ’ حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی سر زمین ان کی بکریوں کے لیے ناکافی ہو گئی ’ انہوں نے مدینہ منورہ چھوڑ دیا اور ایک وادی میں جا کر بس گئے اور صرف ظہر و عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے لگے ’ باقی نمازیں ترک کر دیں ’ پھر جب آیت ”خَذْمِنَ أَمْوَالَهُمْ صَدَقَةً“<sup>۱</sup> نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے دو افراد صدقہ کی وصول یابی کے لیے بھیجے اور انہیں حکم دیا کہ شعبہ (رضی اللہ عنہ) اور بنی سلیم کے فلاں شخص کے پاس جانا ’ انہیں میرا پیغام سنانا اور ان سے صدقہ حاصل کرنا، تو شعبہ (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے کہ یہ توجیہ ہو گیا جو غیر مسلموں سے لیا جاتا ہے ’ اس پر مندرجہ بالا آیتیں نازل ہوئیں۔

بعض تفاسیر مثل امراللہیبی ۳۲۸:۱، الوجیر ۳۲۸:۳، ارشاد العقل السالم ۲۵:۲، مدارک التنزیل ۲۸:۱، تفسیر کبیر ۶:۱۰۵، الشعاعی ۲:۲۹۲، الکشاف ۲:۲۹۲، جلالین ۲:۲۵۳، تفسیر مولانا عبد الماجد دریابادی ۱:۳۱۵، تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی ۲:۲۶۳، تفسیر مولانا نعیم الدین مراد آبادی ۲:۲۸۸، تفسیر حقانی ۲:۲۹۳، جواہر القرآن ۷:۳۳۶-۳۳۷، معارف القرآن ۳:۳۸۲، مفتی محمد شفیع ۳:۳۲۶، معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی ۳:۳۸۲ وغیرہ میں یہ واقعہ بلا سند منقول ہے ’ جب کہ دینی معاملات میں بلا سند بات مانند این کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

بعض تفاسیر مثلاً ابن جریر ۷-۲۲۵، ابن الہی حاتم ۷-۱۸۳، ابن کثیر ۲-۲۳۳، قرطی ۸-۱۹۱، روح المعانی ۹-۳۶۲، فتح القدیر شوکانی ۱-۹۰، معالم التنزیل ۳-۱۲۲، مظہری ۳-۲۶۲ اور بعض دیگر کتب مثلاً: واقدی کی المغازی ۱-۱۵۹، طبرانی کی مجمع بکیر ۲-۲۱۹، حدیث ۳-۲۲۵، ابوالنعیم کی معرفۃ الصحابة ۳-۲۷۱، ترجمہ ۱-۲۷۲، ۲-۲۷۵ اور بنیقی کی دلائل النبوة ۲-۲۵۹ میں اس واقعہ کو باسند بیان کیا گیا ہے۔ اس کی اسنادی حیثیت کیا ہے؟ آپ بھی پڑھیے۔

• معان بن رفاعة السلمی الدمشقی الحمصی أبو محمد، ثنا أبو عبد الملک علی بن یزید الالهانی، ثنا أبو عبد الرحمن القاسم بن عبد الرحمن عن أبي أمامة الباهلي رضي الله عنه...<sup>7</sup>

1. اس سند کے راوی معان بن رفاعة کے بارے میں بعض علماء کی رائے تو اچھی ہے لیکن امام بحی بن معین<sup>8</sup> اسے سست اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔<sup>9</sup>

2. دوسراؤی ابو عبد الملک علی بن یزید مشقی الہانی ہے جسے امام نسائی<sup>10</sup> اور امام دارقطنی<sup>11</sup> متذکر الحدیث قرار دیتے ہیں<sup>12</sup>۔ جب کہ امام بخاری<sup>13</sup> اور امام ابو حاتم<sup>14</sup> اسے منکر الحدیث بتاتے ہیں۔

3. اس روایت کا تیسرا راوی ابو عبد الرحمن القاسم بن عبد الرحمن ہے جس کے بارے میں امام احمد<sup>16</sup> فرماتے ہیں:

”وَحَمَّلَ عَلَى الْقَاسِمِ وَقَالَ يَبْرُوِي عَلَيْهِ بَنُ يَزِيدٍ عَنْ أَعْجَبِ وَتَكْلِيمِ فِيهِمَا وَقَالَ مَا أَرَى هَذِهِ الْأَمْنَى قَبْلَ الْقَاسِمِ“<sup>17</sup>

”علی بن یزید نے اس سے عجیب و غریب روایات نقل کی ہیں اور میراخیال ہے کہ یہ سب داشتائیں قاسم نے تیار کی ہیں۔“

امام ابن حبان<sup>18</sup> فرماتے ہیں:

”کان یزعم أنه لقی أربعین بدرياً، كان ممن یبروی عن أصحاب رسول الله المعضلات، ويأتي عن الثقات بالأشياء المقلوبات حتى یسبق إلى القلب أنه كان المتعبد لها“<sup>19</sup>

”یہ (قاسم) دعویٰ کرتے تھے کہ اس نے چالیس بدری صحابہ سے ملاقات کی ہے حالانکہ یہ عام صحابہ سے بھی جو روایات نقل کرتا ہے وہ سب مُغفل<sup>20</sup> ہوتی ہیں اور روایات میں تبدیلیاں کر کے ثقہ راویوں کی جانب منسوب کرتا ہے اور میرا دل تو یہ کہتا ہے کہ یہ سب روایات خود اس کی تیار کردہ ہوتی ہیں۔“

• محمد بن سعد بن ابی (سعد بن محمد بن الحسن العوفی) ثانی عمی (الحسین) ثانی ابی (حسن بن عطیہ ابو عبد الله بن سعد بن جنادة العوفی) عن ابن عباس رضي الله عنه...<sup>21</sup>

1. اس روایت کا پہلا راوی محمد بن سعد بن الحسن بن عطیہ العونی ہے جس کے بارے میں خطیب بغدادی<sup>22</sup> فرماتے ہیں: "کان لینا فی الحديث"<sup>23</sup> حدیث کے معاملے میں سوت تھا۔
2. دوسرا راوی سعد بن محمد بن الحسن بن عطیہ العونی ہے 'امام اثرم'<sup>24</sup> فرماتے ہیں: میں نے ایک بار امام احمد بن محمد بن حنبل سے کہا: آج ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ سعد کی روایات لکھا کرو کیونکہ وہ نہایت ثقہ ہے۔ امام احمد نے اسے بہت بڑی بات جانا اور فرمایا:

"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَبْحَنَ اللَّهُ، ذَاكَ جَهَمَيٌّ، وَلَوْلَمْ يَكُنْ هَذَا أَيْضًا لَمْ يَكُنْ مَمْنَى يَسْتَأْهِلَ أَنْ يُكْتَبَ عَنْهُ وَلَا كَانَ مَوْضِعًا لِذَلِكَ"<sup>25</sup>

"سعد تو ہنسی"<sup>26</sup> ہے اور اگر وہ ہنسی نہ بھی ہوتا تب بھی اس کا اہل اور مستحق نہیں تھا کہ اس کی روایت لکھی جائے۔"

3. تیسرا راوی حسین بن حسن بن عطیہ العونی ہے جسے امام تیجی بن معین ضعیف کہتے ہیں۔<sup>27</sup>

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

"يَرُوِيُ الْأَشْيَاءُ لَا يَتَابُعُ عَلَيْهَا لَا يَجُوزُ الْإِحْتِجَاجُ بِخَبْرِهِ"<sup>28</sup>

"کچھ اشیاء روایت کرتا ہے جس میں اس کا تابع موجود نہیں ہوتا، اس کی روایات سے احتجاج و استدلال درست نہیں۔"

4. اس کا چوتھا راوی حسن بن عطیہ بن سعد ہے جس کے متعلق امام ابو حاتم فرماتے ہیں: حدیث کے سلسلے میں ضعیف تھا۔<sup>29</sup>  
امام بخاری فرماتے ہیں: کچھ بھی نہیں ہے۔<sup>30</sup>

• ابن حمید، حدثاناسلمة، عن ابن إسحاق عن عمرو بن عبيدة، عن الحسن۔<sup>31</sup>

اس روایت میں کئی اسنادی خرابیاں ہیں:

1. اس کا راوی محمد بن حمید رازی ہے 'امام جوز جانی'<sup>32</sup> فرماتے ہیں:

"كان ردِيء المذهب، غير تقة"<sup>33</sup>

"بدمنهہب اور غیر ثقہ ہے جس کی بات کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔"

محمد اسحاق بن منصور<sup>34</sup> فرماتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا کہ محمد بن حمید جھوٹا تھا۔<sup>35</sup>

2. ایک راوی سلمۃ بن الفضل الابرش ہے جو "رے" کا قاضی تھا، امام بخاری فرماتے ہیں:

"عن دهمناکیر"<sup>36</sup> "اس کے پاس مکر حدیثیں ہیں۔"

امام علی بن المدینی<sup>37</sup> فرماتے ہیں:

"رمیتابح - دیشہ قبل آن نخ - رج - من الرَّبِّي"

"هم لوگ سلمۃ بن الفضل کی بیان کی ہوئی حدیثوں کو پھیک کر شہر" رے "سے نکلے۔"

3. اس کے ایک راوی محمد بن اسحاق امام المغازی ہیں جو سچے تو تھے لیکن مدلس تھے۔<sup>39</sup> اور یہ روایت معنن ہے 'جب کہ مصطلح الحدیث کا مشہور قاعدہ ہے کہ:

"مَا كَانَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا مِمَّا نَكَرَ الْمُذَكَّرُ عَنِ الْمُذَكَّرِ عَنْ مَمْحُولٍ عَلَى ثَبَوتِ سَمَاعِهِ مِنْ جَهَةِ أَخْرَى"<sup>40</sup>

"صحیحین سے باہر مدلس راوی کی معنن روایت مردود ہوتی ہے 'البتہ صحیحین میں وارد مدلس کی معنن روایت دوسری جہات سے درست تسلیم کی جاتی ہے۔'

4. اس کا ایک راوی عمرو بن عبید بن باب ہے جو متوفی الحدیث صاحب بدعت اور احادیث میں جھوٹا ہا۔ حسن بصری<sup>41</sup> پر جھوٹ بولا کرتا تھا۔

5. آخری راوی حسن بن ابی الحسن بصری ہیں جو مشہور فقیہ اور فاضل تھے لیکن تدليس فتنج کا شکار تھے اور سند میں ایسے روایوں کے نام لیتے تھے جن سے روایت نہیں سنی ہوتی تھی۔<sup>43</sup>

وہ آگے کا سلسلہ نہیں بتاتے کہ آگے کے راوی ضابط، متقن اور ثقہ تھے یا کذاب، وضاع اور ضعیف و مکر الحدیث تھے۔

ان روایات کی اسنادی حیثیت آپ نے پڑھ لی 'اب ان پر یقین رکھنا اور خطبات جمعہ و عیدین میں مانعین زکوہ کے وعید کے طور پر اس کو بیان کرنا غلط اور گناہ ہے کیونکہ جس ہستی کے بارے میں یہ افسانہ تراشائی گیا ہے وہ بدری صحابی ہیں جن کا اسم گرامی سیدنا شعبہ بن حاطب النصاری (رضی اللہ عنہ) ہے: شعبہ بن حاطب رضی اللہ عنہ صحابی بدری<sup>44</sup> جب کہ بدری صحابہ اتنے نیک کارتھے کہ ان کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا:

"إِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ دَغْفَرْتُ لَكُمْ"<sup>45</sup>

"جو چاہو عمل کروں میں نے تھیں معاف کر دیا ہے۔"

مفسرین کرام نے بلا تحقیق ایک بدری صحابی کو خواہ منافق بناؤالا ہے حالانکہ:

• حافظ ابن عبد البر<sup>46</sup> فرماتے ہیں:

”وقول مَنْ قَالَ فِي شَعْلَبَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَانَعَ الزَّكْفَةَ الَّذِي نَزَّلَتْ فِيهِ الْآيَةُ غَيْرُ صَحِيحٍ“<sup>47</sup>  
 ”ان لوگوں کا قول صحیح نہیں جو کہتے ہیں کہ شعلہ (رضی اللہ عنہ) مانع زکوٰۃ تھے اور یہ آیت ان کے بارے میں  
 نازل ہوئی۔“

• حافظ ابن حزم<sup>48</sup> لکھتے ہیں:

”وَهـ ذا باطـلُ لـأـنَّ ثـعلـبـةـ بـدـرـيـ مـعـ روـفـ“<sup>49</sup>  
 ”یہ روایت باطل ہے اس لیے کہ سیدنا شعلہ معروف بدری صحابی ہیں۔“

تمہوراً آگے لکھتے ہیں:

”اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق<sup>50</sup> اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما<sup>51</sup> نے ان سے زکوٰۃ  
 و صدقات و صول نہیں کیے لیکن :“ وہذا باطل بلاشکِ لأنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمْرَ بِقَبْضِ ذَكَوَاتِ أَمْوَالِ  
 الْمُسْلِمِينَ وَأَمْرَ عِنْدِ عَنْدِ مَوْتِهِ أَنْ لَا يَبْقَى فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ دِيَنَانِ فَلَا يَخْلُو ثَعْلَبَةً مِنْ أَنْ يَكُونَ  
 مُسْلِمًا فَفَرَضَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعَمْرٍ قِبْضَ ذَكَاتِهِ 'وَلَا بَدْ' وَلَا فَسْحَةً فِي ذَلِكَ 'وَإِنْ كَانَ كَافِرًا  
 فَفَرَضَ أَنْ لَا يَقْرُفَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَسَقَطَ هـذـاـ الـأـثـرـ بلاشـکـ“<sup>52</sup>

”یہ روایت بغیر کسی شک و شبہ کے باطل ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے رسول کو) مسلمانوں سے مال  
 صدقہ و خیرات قبض کرنے کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ انے وفات پا جاتے کے وقت یہ حکم دیا تھا کہ جزیرہ  
 العرب میں دو دین نہیں رہیں گے پس شعلہ (رضی اللہ عنہ) دو حالوں سے خالی نہیں ہوں  
 گے یا تو مسلمان ہوں گے پس سیدنا ابو بکرا و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا فرض بنتا ہے کہ ان سے صدقہ  
 و خیرات لے لیں یہ ضروری ہے اور اس میں کسی قسم کی رعایت نہیں اور اگر شعلہ (رضی اللہ عنہ) کا فر  
 ہوں تو پھر چاہیے کہ وہ جزیرہ العرب میں نہ رہیں۔ پس یہ روایت بلاشک و شبہ ساقط الاعتبار ہے۔“

• امام قرطی<sup>53</sup> فرماتے ہیں:

”ثعلبة (رضی اللہ عنہ) بدرویٰ انصاریٰ، و ممن شهدا اللہ لہ و رسول پا بالاً إيمان فماروی عنہ غیر صحیح“<sup>54</sup>

”سیدنا ثعلبة (رضی اللہ عنہ) بدروی انصاری ہیں جن کے ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے دی ہے پس جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا ہے صحیح نہیں۔“

• حافظ ابن حجر<sup>55</sup> فرماتے ہیں:

”لَا أَظُنْ يَصِحُّ“<sup>56</sup> میر اگمان نہیں کہ یہ روایت صحیح ہو۔ یہ بھی فرمایا: ”وَهَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ جَدًا“<sup>57</sup>۔ یہ نہایت ضعیف سند ہے۔“

• حافظ سیوطی لکھتے ہیں:

”بسند ضعیف“<sup>58</sup> ”اس کی سند کمزور ہے۔“

سیدنا ولید بن عقبہ بن ابی معیط فاسق تھے؟!!

مولانا مودودی صاحب<sup>59</sup> لکھتے ہیں:

”تیسرا یہ کہ ان میں بعض کا کردار ایسا تھا کہ اس دور کے پاکیزہ ترین اسلامی معاشرے میں ان جیسے لوگوں کو بلند مناصب پر مقرر کرنا کوئی اچھا اش پیدا نہ کر سکتا تھا۔ مثال کے طور پر ولید بن عقبہ کے معاملہ کو لیجئے (عوام میں مشہور اور زبان زد واقعہ تفسیر ابن کثیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔) حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ)<sup>60</sup> نے ان کو حضرت سعد بن ابی و قاص (رضی اللہ عنہ)<sup>61</sup> کی جگہ کوفہ جیسے بڑے اور اہم صوبہ کا گورنر بنا دیا ’وہاں یہ راز فاش ہوا کہ یہ شراب نوشی کے عادی ہیں حتیٰ کہ ایک روز انہوں نے صحیح کی نماز چار رکعت پڑھا دی اور پلٹ کر کہا: اور پڑھاؤں“<sup>62</sup>

حالاً کلمہ علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی المعروف بالخازن<sup>63</sup> لکھتے ہیں:

”مَوْعِظَةٌ نَزَّلَتْ لِبِيَانِ التَّبْتُ وَتَرْكِ الْعِمَادِ عَلَى قُولِ الْفَاسِقِ ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ حُكِمَ الْآيَةُ عَلَى رَجُلٍ بِعِينِهِ لِأَنَّ الْفَسُوقَ خَرُوجٌ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يَنْظُنُ بِالْوَلِيدِ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّهُ ظَنَّ وَتَوَهَّمَ فَأَخْطَطَ فَعَلَى هَذَا يَكُونُ مَعْنَى الْآيَةِ: إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ يُتَبَّأِلُ أَيِّ بِخِيرٍ“<sup>64</sup>

”یہ آیت عام ہے اور اس لیے نازل ہوئی ہے کہ تثبت و تحقیق پر اعتماد کیا جائے اور کسی بے اعتماد شخص کی خبر کو کوئی اہمیت نہ دی جائے۔ یہ تفسیر بہبنت اس کے بہتر ہے کہ اس سے کوئی معین شخص مراد لیا جائے اس لیے کہ فتن کے معنی حق سے بالکل نکل جانے کے ہیں جب کہ سیدنا ولید بن عقبہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں صرف یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ظن و گمان کی وجہ سے وہ خطا کا شکار ہوئے۔ اس تفسیر پر آیت کا معنی یہ ہو گا کہ کوئی بھی بے اعتماد شخص تمہارے پاس کوئی بھی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔“

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی<sup>65</sup> فرماتے ہیں:

”پیش کردہ شانِ نزول کو درایت کی کسوٹی پر جا چھے تو معلوم ہو گا کہ اس کی کوئی کل بھی سیدھی نہیں۔“

1. سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آیت میں فاسق کی روایت پر اعتماد کرنے سے روکا گیا ہے جب کہ سیدنا ولید رضی اللہ عنہ کے متعلق اس واقعے سے پہلے کوئی بات بھی ایسی لوگوں کے سامنے نہیں آئی تھی جس سے معلوم ہو سکتا کہ نعوذ بالله وہ فاسق ہیں، صرف یہ نہیں کہ ان کے فتن کی کوئی شہادت موجود نہیں تھی بلکہ ان کی وثائق و عدالت کا یہ مرتبہ تھا کہ خود نبی ﷺ نے ان کو تحصیل زکوٰۃ کے ذمہ دارانہ منصب پر مأمور فرمایا۔ اگر ان کے اندر اس قسم کا کوئی کھوٹ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ان کو اس اہم خدمت کے لیے کس طرح منتخب فرماتے۔

2. دوسری بات یہ ہے کہ اس شانِ نزول کو باور کر لیجئے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نعوذ بالله رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے اتنے ناواقف تھے کہ ایسے لوگوں کو ذمہ دارانہ مناصب پر مأمور فرمادیتے تھے جو اپنی دروغ بافی سے حکومت اور رعایا دونوں کو خطرے میں ڈال دیں۔ اس قسم کی بے بصیرتی ایک عام معقول آدمی سے بھی بعید از قیاس ہے چہ جائے کہ اس کا صدور رسول اللہ ﷺ سے ہو۔

3. تیسرا بات یہ ہے کہ اگر سیدنا ولید (رضی اللہ عنہ) استقبال کرنے والی پارٹی کو جنگ جو پارٹی سمجھ کر اس سے ڈر کے واپس آگئے تھے اور اپنا تاثر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ بیان کیا کہ بنی مصطلق نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے تو ان کی یہ بات سادہ لوحی اور کمزوری تو قرار دی جاسکتی ہے لیکن از روئے شریعت اس کو فتن نہیں کہا جاسکتا۔ پھر تو اس مضمون کی آیت اتنی تھی کہ مسلمانو! تم اپنے ذمہ دارانہ عہدے ایسے سادہ لوحوں کے سپرد نہ کیا کرو جو استقبال کرنے والوں اور لڑنے والوں کے درمیان امتیاز کرنے سے بھی قاصر ہوں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ سیدنا ولید (رضی اللہ عنہ)

انتئے سادہ لوح ہوتے تو کیا رسول اللہ ان کو ایسی اہم باتی اور سیاسی ذمہ داری سپرد کر دیتے؟ کیا کسی شخص کے اندر سادہ لوحی کوئی ناگہانی طور پر پیدا ہونے والی چیز ہے جو لوگوں سے مخفی رہے، بہاں تک کہ خود رسول اللہ کو اس کا اندازہ نہ ہو سکے۔

4. چو تھی بات یہ ہے کہ یہی سیدنا ولید (رضی اللہ عنہ) ہیں جن کو سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اپنے دور خلافت میں کوفہ کا گورنر بنایا۔ غور کیجئے کہ کیا سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) اس بات سے واقف نہیں تھے کہ یہ شخص از روئے نفس قرآن فاسق قرار پاچکا ہے اور گورنری تودر کنار اسلامی قانون کی رو سے یہ کسی روایت یا شہادت کا بھی اہل نہیں ہے؟ اگرنا واقف تھے تو یہ مانے کہ سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) جیسے خلیفہ راشد، جن کو جامع قرآن (علیٰ قراءۃ واحدۃ) ہونے کا شرف بھی حاصل ہے، نعمود باللہ، قرآن کا اتنا علم بھی نہیں رکھتے تھے جتنا علم شانِ نزول کی روایتیں کرنے والے ان روایوں کو تھا۔ میرے نزدیک یہ شانِ نزول روا فضل کی ایجادات میں سے ہے جس سے انہوں نے نہ صرف سیدنا ولید (رضی اللہ عنہ) ہی کو بدنام کرنا نہیں چاہا ہے بلکہ سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) کو بھی مطعون کرنے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے یہ جانتے بوجھتے کہ یہ شخص فاسق ہے مغض از را کنہبہ پروری اس کو کوفہ کا گورنر بنادیا۔<sup>66</sup>

#### • حدیث سے ثابت ہے

”عن الولید بن عقبة رضي الله عنه قال: لمافتح رسول الله ﷺ مكة جعل أهل مكة يأتونه بصبيانهم فيمسح على رؤوسهم ويدعو لهم فجيئ بيإليه واني مطيب بالخلوق ، ولم يمسح على رأسي ولم يمنعه من ذلك إلا آن أمري خلقني بالخلوق فلم يمسني من أجل الخلوق“<sup>67</sup>

”فیتم مکہ کے دن سیدنا ولید بن عقبہ (رضی اللہ عنہ) خور دسالہ بچوں میں تبریک کی خاطر رسول اللہ ﷺ میں پیش کیے گئے۔ آپ نے سب کے سروں پر ہاتھ پھیر لیا مگر ان کے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا کیونکہ ان کے سر میں خلوق (ایک قسم کی خوش بو) لگی تھی جو آپ اکونا پسند تھی۔“

جو شخص فتح مکہ کے دن بچوں میں شامل ہے وہ چند ماہ بعد اس قابل کس طرح ہو گیا کہ اسے بنو مصطفیٰ میں عامل بنا کر بھیج دیا گیا؟

#### • مولانا اشرف علی صاحب تھانوی<sup>68</sup> نے فرمایا:

”یائیہ الذین آمنوا“ میں مخاطب عام مومنین ہیں اور فاسق سے مراد عام فاسقین ہیں اور فاسق کا ذکر فاقد ہے مبالغہ فی الحکم کے لیے ہے یہ نہیں کہ جس قصہ میں اس کا نزول ہوا ہے اس کو فاسق کہا گیا ہو ’پس اس آیت سے نہ ولید (رضی اللہ عنہ) کا فاسق ہو نالازم آیا اور نہ اس کا شہر رہا کہ یہ موبہوم ہے۔<sup>69</sup>

- جن روایتوں میں سیدنا ولید بن عقبہ (رضی اللہ عنہ) کا نام مذکور ہے ان میں سے کوئی بھی روایت صحیح اور جرح سے خالی نہیں ’وہ سب روایات منقطع ہیں۔<sup>70</sup>

## ایک غلط استدلال

مولانا عامر صاحب عثمانی مدیر ماہنامہ تجلیٰ دیوبند انڈیا سیدنا ولید بن عقبہ ص کے بارے میں امام بغوی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ بِيَأْيَهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ يُعْنِي: الْوَلِيد“<sup>71</sup>

”اللَّهُ تَعَالَىٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے اہل ایمان ! جب تمہارے پاس کوئی فاسق آئے یعنی: ولید۔“

اور انہوں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ”گویا علامہ بغوی نے صریح طور پر قرآن کے لفظ فاسق کا مصداق ولید کو قرار دیا۔“<sup>72</sup> لیکن مولانا یہ بھول گئے ہیں کہ فرد جرم عائد کرنے سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ دلیل و برہان کا جائزہ لیا جائے۔ امام بغوی نے اس شانِ نزول اور واقعہ کی سند تک نہیں لکھی ”تو انہیں یہ حق کیسے پہنچتا ہے کہ کسی صحابی کو فاسق قرار دے؟“

عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

”ہمارے سامنے تفسیر ابن جریر کا المطبعہ المیمیہ مصر کا شائع کردہ نسخہ ہے۔ علامہ طبری اس واقعے کو پائیج سندوں سے بیان فرماتے ہیں (جن میں ولید کے فتن کا ذکر ہے) اور یہ بھی واضح رہے کہ اسناد منقطع نہیں ہیں بلکہ صحابی سے اُن کا سلسلہ جاتلتا ہے، مثلاً پہلی ہی سند ہے: ”حدیثی محدث محدث بن سعد قال: حدثني أبي قال: حدثني عمی، قال: حدثني أبي بن عبد الله عن ابن عباس (رضي الله عنه)“۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ شانِ نزول سیدنا ابن عباس (رضي الله عنه) کی بیان فرمودہ ہے۔<sup>73</sup>“

عثمانی صاحب کو بہت فخر ہے اپنی تحقیق پر ’حالانکہ وہ یہاں علمی خیانت کے مرکتب ہو رہے ہیں۔ کیا کسی حدیث کی صحت کے لیے صرف یہ ضروری ہے کہ اس کی سند متصل ہو؟ مولانا کو علمائے جرج و تعلیم کے اقوال کی روشنی میں اس عجیب و غریب سند کی وضاحت کرنی چاہیے تھی۔ مجھے لیکین ہے کہ اس سند کی تحقیق کرنا مولانا عامر صاحب کے بس کی بات نہیں اس لیے انہوں اسے استدلال میں تو پیش فرمایا مگر اس کا تجزیہ نہیں کیا۔ اس روایت کے رواۃ کے حالات آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ کیا اس مقام کے لوگ اس لائق ہیں کہ اُن کی روایت سے کسی صحابی پر کچڑا چھالا جائے؟

عثمانی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:

”ویسے یہ آپ دیکھ ہی چکے کہ علا مہ بغونی اور بعض اور علماء نے فاسق کی تفسیر میں یعنی الولید ہی لکھا ہے اور حق بھی یہی ہے کہ جب ولید کے بارے میں اس آیت کا نزول متفق علیہ ہے تو کوئی راہ فرار اس سے نہیں ہے کہ کم سے کم اس واقعہ کی حد تک ولید کو فاسق مان لیا جائے ورنہ مطلب یہ ہو گا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو بھی اصلاح دے رہے ہیں“<sup>74</sup>

یہ ہے مولانا عامر صاحب عثمانی کا مسئلہ علم امولا ناصاحب ہمارے سامنے تو ہم ان سے پوچھتے کہ قرآن کریم کی کس آیت میں ہے کہ سیدنا ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ فاسق ہیں؟ اللہ کی کتاب پر اتنا سفید جھوٹ مولانا عثمانی صاحب ہی بول سکتے ہیں جو مولانا مودودی صاحب کی صفائی بیان کرنے میں انہے ہو گئے ہیں۔ ہمیں باحوالہ بتایا جائے کہ اس آیت کا سیدنا ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نزول متفق علیہ ہے۔ متفق علیہ ہونے کا رعب جما کر صحابی رسول کو فاسق کہنا صرتھ بدیانتی ہے اس میں دلیل نام کی کوئی شے نہیں۔

مولانا عامر صاحب نے ایک دلیل یہ بھی پیش فرمائی ہے کہ:

”علامہ سیوطی کی تفسیر الدر المشور کے حاشیے پر سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کی تفسیر میں ٹھیک وہی واقعہ بیان کیا گیا ہے جس کا ذکر چل رہا ہے ... (ایک عربی عبارت پیش کر کے لکھتے ہیں کہ) دیکھا آپ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فاسق کے ساتھ منافق بھی کہہ ڈالا، عام اصطلاحی اعتبار سے نہ سہی، لیکن لغوی اعتبار سے ولید کی یہ غلط گوئی نفاق ہی کے مراد فتحی“<sup>75</sup>

شabaش عثمانی صاحب! سوال یہ ہے کہ جو تفسیر سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کے نام سے مشہور ہے، اس کا درجہ اور حیثیت کیا ہے؟ ہمیں معلوم ہے عمومی طور پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کو دوسرے صحابہ کی تفسیر پر ترجیح دی جاتی ہے اس لیے کہ رسول اللہ انے ان کے حق میں دعاء فرمائی تھی:

”أَللّٰهُمَّ أَعِلِمُهُ التَّأْوِيلَ وَفَقِهَهُ فِي الدِّينِ“<sup>76</sup> یا اللہ! انہیں تفسیر کا علم اور دین کی سمجھ عطاۓ فرمًا۔

لیکن یہ بھی پیش نظر رہے کہ جس ضخیم تفسیر سیدنا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) کا حوالہ مولانا عثمانی صاحب دے رہے ہیں ’ جوان گنت مرتبہ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس کے نام سے چھپ گئی ہے ’ اس کے جامع محمد بن یعقوب مجدد الدین

فیروزآبادی شافعی<sup>77</sup> مصنف القاموس الحجیط ہیں اُس کی سند کا دار و مدار محمد بن مروان سدی صیرکی روایت از محمد بن سائب کلبی از ابو صالح ازان عباس (رضی اللہ عنہ) یہ رہے، جب کہ:

- محمد بن مردان سدی صغیر جھوٹ بولنے سے پذیر نام تھا۔<sup>78</sup>

- محمد بن السائب کلبی، کذاب اور ساقط الاعناب تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ متروک تھا۔ سبائی تھا اور کہا کرتا تھا کہ سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) مرے نہیں ہیں۔ واپس دنیا میں آئیں گے اور اسے عدل و انصاف سے بھردیں گے۔ جھوٹ بولنے سے بدنام تھا۔<sup>79</sup>

حافظ سیو طی لکھتے ہیں:

”أو وهى طرفة طريق الكلبى فإن انضم إلى ذلك رواية م ح مدابن م روان السديي الص - غير

فهي سلس لة الكذب ”<sup>80</sup>

”سیدنا ابن عباس صے تفسیر کی روایت کے طرق میں سب سے بڑھ کر بودا خراب اور ضعیف طریق کلہی کا ہے جس کو وہ بواسطہ ابو صالح سیدنا ابن عباس صے روایت کرتا ہے۔ پھر اگر کلہی کے اس طریق میں محمد بن مروان سدی صغیر کی روایت بھی شامل کر دی جائے تو یہ جھوٹ کا سلسلہ اور لڑی بن جاتی ہے۔“ ایک جھوٹے راوی کی روایت سے جھوٹا شخص استدلال کر سکتا ہے کسی پچھے راوی نے آج تک جانتے تو جتنے کسی جھوٹے راوی کی روایت سے استدلال نہیں کیا۔

امام خیلی<sup>81</sup> الارشاد فی علماء البیاد میں لکھتے ہیں:

”سدنا ابن عباس (رضي الله عنه) کی طرف منسوب طول تفاسیر نایں مددہ ہیں اور اس کے راوی مجہول

اور نامعلوم لوگ ہیں۔"

## حوالی و مراجع

- ١۔ سورۃ النساء ۵۱: مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن العربی کی تفسیر کے حوالے سے نقل کیا ہے مگر ان کی تفسیر احکام القرآن میں مجھے یہ عبارت نہ مل سکی۔ البتہ امام قرطبی نے لکھا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ٢۔ امام زرکشی اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن العربی کی تفسیر کے حوالے سے نقل کیا ہے مگر ان کی تفسیر احکام القرآن میں مجھے یہ عبارت نہ مل سکی۔ البتہ امام قرطبی نے لکھا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ٣۔ سورۃ النساء ۵۸: مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ٤۔ البرہان ۹۲: مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ٥۔ سورۃ التوبۃ ۷۵-۷۷: مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ٦۔ سورۃ التوبۃ ۱۰۳: مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ٧۔ مجم کبیر ۸: مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ٨۔ مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ٩۔ مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ١٠۔ احمد بن علی بن شعیب بن علی بن سنان بن بن جابر بن دینار ”ابو عبد الرحمن نسائی“ قاضی اور حافظ حدیث تھے۔ خراسان کے نسائی نامی گاؤں میں رہا۔ مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ١١۔ علی بن عمر بن احمد بن مہدی ”ابو الحسن“ دارقطنی ”شافعی“ اپنے دور کے امام فی الحدیث والعلل تھے۔ آپ نے قراءت پر کتاب لکھی اور اس کے ابواب مقرر کیے۔ دارقطنی (جو بغداد کا ایک قصبه ہے) میں رہا۔ مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ١٢۔ مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)
- ١٣۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن منیر ”بخاری“ ابو عبد اللہ ”امیر المؤمنین فی الحدیث“ مکاری اور حافظ سیوطی نے اسے امام ابن حجر العسکری کی تفسیر میں مل کر لے دیا ہے: ”وَجْهُ النَّظَمِ بِمَا تَقَدَّمَ أَنَّهُ تَعَالَى أَخْبَرَ عَنْ كَتْمَانِ أَهْلِ الْكِتَابِ صَفَةَ مُحَمَّدٍ وَقَوْلُهُمْ : إِنَّ الْمُشَرِّكِينَ أَهْدَى سَبِيلًا فَكَانَ ذَلِكَ خِيَانَةً مِنْهُمْ فَإِنْجَرَ الْكَلَامُ إِلَى ذِكْرِ جَمِيعِ الْأَمَانَاتِ۔“ (تفسیر القرطبی ۵: ۲۳۶)

- <sup>14</sup>. عبد الرحمن بن محمد ابو حاتم بن ادریس بن منذر، تیمی، حظیل رازی، ابو محمد، رے "میں ۲۳۰ھ کو پیدا ہوئے۔ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے۔ رجال حدیث کے ماہر عالم تھے۔ ۷۵۳ء کو وفات پائی۔ (تذکرة الحفاظ: ۸۲۹؛ الاعلام: ۳۲۲)
- <sup>15</sup>. تاریخ الکبیر: ۲۳۰: ۲۰۹: ۲۰۹: ۲۰۹
- <sup>16</sup>. احمد بن محمد، ابو عبد اللہ، شیابی، ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔ ان کا تعلق مرود سے تھا۔ ان کے والد سرسخ کے گورنر تھے۔ ۱۶۲ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے حصول علم میں لگے رہے اور اس سلسلہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ان کے زمانے میں مامون الرشید نے "غلق قرآن" کا فتح اٹھایا۔ امام موصوف نے اس فتح کی خوب سر کوئی کی اور اس سلسلے میں انہیں ناقابل برداشت تکالیف کا سامنا کرنے پر اگر آپ صبر و استقامت کے پیارہ ثابت ہوئے۔ ۲۸ مہینے جبل کی ہوا کھانی پڑی۔ ۱۴۵ھ کو وفات پائی۔ (تاریخ بغداد: ۳۲۳-۳۱۳؛ الاعلام: ۲۰۳)
- <sup>17</sup>. اعلل و معرفۃ الرجال: ۵۶۶: ۱: ۱۱۳: ۱: ۱۱۳
- <sup>18</sup>. ابو حاتم ابن حبان (بکسر الماء و تشدید الباء)، محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد، تیمی، ابو حاتم، بستی، مجتبانی۔ تاریخ جغرافیہ، رجال اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ حصول علم کے سلسلہ میں خراسان، شام، مصر، عراق اور جزیرہ کے سفر کیے۔ ۹۶۵ھ کو وفات پائی۔ (مجموع المبلدان: ۲: ۱۷۱: ۱، تذکرة الحفاظ: ۳: ۹۲۳-۹۲۰)
- <sup>19</sup>. الجرجوی، حسین: ۲۱۵: ۲۱۳-۲۱۳: ۸۷۳
- <sup>20</sup>. وہ روایت ہے جس کی سند کے درمیان سے دو یادو سے زیادہ راوی مسلسل حذف کئے گئے ہوں۔
- <sup>21</sup>. تفسیر ابن جریر: ۲۲۵: ۲۲۵: ۰۰۱: ۱: ۲۸۹: ۰۰۱: ۱: ۲۸۹
- <sup>22</sup>. احمد بن علی بن ثابت، بغدادی، ابو بکر، خطیب، حافظ حدیث اور مؤرخ اسلام تھے۔ ۱۰۰۲ھ کو غیریہ (باتضیغ) میں پیدا ہوئے جو مکہ مکرمہ اور کوفہ کے بالکل درمیان میں مساوی مسافت پر واقع ہے۔ بغداد میں رہائش پذیر تھے اور وہیں ۳۶۳ھ کو وفات پائی۔ (سیر اعلام النبیاء: ۱۸۰؛ الاعلام: ۱۷۲)
- <sup>23</sup>. تاریخ بغداد: ۵: ۳۲۲-۳۲۳: ۲۳
- <sup>24</sup>. احمد بن محمد بن ہاشم الطائی الاسکافی، ابو بکر الاثرم، حافظ حدیث تھے۔ امام احمد اور ان جیسے حلیل القدر علماء سے کسب فیض کیا۔ ۸۷۵ھ کو وفات پائی۔ (تاریخ بغداد: ۸۳: ۲۰۵؛ الاعلام: ۲۰۵)
- <sup>25</sup>. تاریخ بغداد: ۹: ۱۲۶
- <sup>26</sup>. جہی: جہنم بن صفوان اور بشر مریسی کے پیروکار جن کی عقائد کی تفصیل حافظ ابن تیمیہ کے فتاویٰ میں منفصل مذکور ہیں۔
- <sup>27</sup>. الکامل فی الضعفاء: ۷: ۲۳: ۳: میزان الاعتدال: ۱: ۵۳۲
- <sup>28</sup>. الجرجوی، حسین: ۱: ۲۳۶
- <sup>29</sup>. الجرجوی، حسین: ۳: ۲۶: ۳
- <sup>30</sup>. تاریخ الکبیر: ۲: ۳۰۱: ۲
- <sup>31</sup>. تفسیر ابن جریر: ۷: ۳۳: ۷: رقم الفصل: ۰۰۵: ۷۰۰

<sup>32</sup>- ابراہیم بن یعقوب السعدی الجوز جانی، محدث اور ماہر اساماء الرجال تھے۔ جوز جان سے تعلق کی بناء پر جوز جانی کہلاتے۔ تاریخ وفات سے تاریخ خاموش ہے۔

<sup>33</sup>- احوال الرجال ترجمہ: ۳۸۲

<sup>34</sup>- اسحاق بن منصور بن بہرام ابو یعقوب مرد موصی عرف کو صحیح حنفی فقیہ اور بہت بڑے محدث تھے۔ ”مرد“ میں پیدا ہوئے۔ سن ولادت معلوم نہ ہو سکی۔ عراق، ”جاز مقدس اور شام کے سفر کیے۔ نیسا بور میں سکونت اختیار کی اور وہیں ۲۵۱ھ کو وفات پائی۔ (طبقات الحنفیہ ”ابن ابن ریاض“: ۱۳۳ ترجمہ: ۱۳۳ الاعلام: ۲۹)

<sup>35</sup>- تاریخ بغداد: ۲۲۳ ترجمہ: ۲۲۳ تہذیب الکمال: ۲۵

<sup>36</sup>- التاریخ الکبیر: ۸۳

<sup>37</sup>- علی بن عبد اللہ بن جعفر سعدی ابن المدینی البصري محدث و مورخ تھے۔ بصرہ میں ۱۶۱ھ کو پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے حافظ حدیث تھے۔ لگ بھگ دو سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ علم اختلاف حدیث میں امام احمد بن محمد بن حنبل کے پائے کے عالم تھے۔ ۲۳۲ھ کو سامراء میں وفات پائی۔ (تاریخ بغداد: ۱۱۵۸ ترجمہ: ۲۲۸ الاعلام: ۳۰۳)

<sup>38</sup>- التاریخ الکبیر: ۸۳

<sup>39</sup>- تقریب التہذیب: ۳۹۸ ترجمہ: ۳۹۸

<sup>40</sup>- ارشاد مخلاب الحقائق: ۲۱۱ ترجمہ: ۱۲

<sup>41</sup>- ابو سعید حسن بن ابی الحسن بیمار بصری مشہور تابعی ہیں۔ علم نزد تقوی اور عبادت میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے والد ماجد سید نازید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مدینہ منورہ میں ۲۱۵ھ کو پیدا ہوئے۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سایہ عاظفت میں رہے۔ بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔ ۲۸۷ھ کو فوت ہوئے۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں : کثرت سے تد لیں کیا کرتے تھے اس لیے ان کی معنف روایت مقبول نہیں۔ حسن بصری کبھی کھار سیدنا ابو ہریرہ ص سے ”عن“ کے ساتھ روایت کرتے ہیں حالانکہ ان کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ثابت نہیں ہے اس لیے ان کی روایات منقطع ہوتی ہیں۔ (وفیات الاعیان: ۲۶۹ ترجمہ: ۵۲ الاعلام: ۲۲۶)

<sup>42</sup>- تہذیب الکمال: ۱۲۸-۱۲۲

<sup>43</sup>- تقریب التہذیب: ۱۹۷ ترجمہ: ۱۲۲

<sup>44</sup>- مجمع کبیر: ۲: ۸۷، الشفات ابن حبان: ۳: ۳۶، المغازی و اقدي: ۱: ۱۵۹، اجمہرة انساب العرب ابن حزم: ۱: ۳۳۲، اسد الغابیة: ۱: ۳۰۵، ترجمہ: ۵۹۰، الاصابیۃ: ۱: ۱۹۸

<sup>45</sup>- صحیح بخاری مکتب الجہاد و اسریر (۵۶) باب الجاسوس (۱۳۱) حدیث: ۳۰۰، صحیح مسلم مکتب فضائل الصحابة (۲۲) باب من فضائل اہل بدر (۳۶) حدیث: ۱۶۱ ترجمہ: (۲۳۹۲)

<sup>46</sup>۔ یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر تبری 'قرطبی' مالکی ابو عمر و حافظ حدیث 'مُوَرَّخ' اور ادیب تھے۔ اپنے دور میں حافظ مغرب کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔ قرطبہ میں ۳۶۸ھ=۹۷ء کو پیدا ہوئے۔ حصول علم کے اندلس کے مشرقی اور مغربی علاقوں چھان مارے۔ شبوۃ اور شترین کے تاضی رہے ہیں۔ شاطبہ میں ۲۳۶ھ=۱۰۱ء کو وفات پائی۔ (وفیات الاعیان ۲۶: تذکرة الحفاظ ۳: ۱۲۸؛ الاعلام ۸: ۲۴۰)

<sup>47</sup>۔ الدرر فی اختصار المغاری والسریر: ۸۱

<sup>48</sup>۔ علی بن احمد بن سعید بن سعد 'ابو محمد ابن حزم ظاہری' قرطبہ میں ۳۸۲ھ=۹۹۳ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے عبد میں اندلس کے بہت بڑے عالم اور محدث تھے۔ آپ اور آپ کے والد دونوں مملکت اندلس کے وزیر تھے۔ آپ نے وزارت کو خیر باد کہا اور اپنے آپ کو حصول علم کے لیے وقف کر دیا۔ فقیہ اور حافظ حدیث تھے اور قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط کیا کرتے تھے۔ ۵۳۵ھ=۱۰۲۳ء کو اندلس کے مضائقاتی گاؤں لینبیت میں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان ۳: ۳۲۵؛ سیر اعلام النبلاء ۱۸: ۱۸۳؛ الاعلام ۳: ۲۵۳)

<sup>49</sup>۔ لمیل ۲۰۸: ۱۱

<sup>50</sup>۔ ابوکبر صدیق (عبد اللہ) بن ابی قافہ (عنان) رضی اللہ عنہما بن عامر 'تیب' قرشی 'باغ' مردوں میں سب سے اول اسلام قبول کرنے والے ہیں۔ پہلے خلیفہ راشد ہیں۔ آپ کے والد 'والدہ' یوی اور اولاد سب صحابہ ہیں، یہ فضیلت آپ کے علاوہ کسی اور صحابی کو حاصل نہیں ہے۔ ۱۵ قبل ہجری=۷۳ھ کو پیدا ہوئے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی نہ بہت پرستی کی اور نہ شر اب کو منہ لگایا۔ ۱۱ھ کو خلیفہ منتخب ہوئے۔ ۱۳ھ=۳۳ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی گئے، ان کی مدت خلافت ۲ سال ۳ ماہ اور ۱۵ دن ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مرویات ۱۳۲ھ میں۔ (صفۃ الصفوۃ ۲-۱: ۱۰۳؛ ترجمہ: ۲: 'منہاج السنۃ النبویۃ' ۳: ۱۱۸؛ الاعلام ۳: ۱۰۲)

<sup>51</sup>۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن حنظہ 'قرشی' ندوی 'لنیت ابو حفص تھی اور لقب فاروق۔ کم معظمه میں ۳۰ قبیلہ بھری ۴۸۲ء کو پیدا ہوئے۔ خلقائے راشدین میں سے دو سرے نمبر پر ہیں۔ سب سے پہلے ان کو امیر المؤمنین کہہ کر پکارا گیا۔ جلیل القدر رضی جمالہ تھے۔ نہایت شجاع 'ہجری' اور بہادر تھے۔ نوجوانان قریش میں سے تھے۔ ۱۳ھ کو خلیفہ پنچ لئے ان کی عدالت ضرب المثل ہے، 'ان کے دور خلافت میں شام 'عراق' بیت المقدس 'مدائن' مصر اور جزیرہ فتح ہوئے۔ بارہ ہزار مسجدیں بنوائیں۔ سن ہجری کی ابتداء آپ کے عہدزدگی میں ہوئی۔ آپ سے ۵۳ محدث روایت کی گئی ہیں۔ ۵۲۳ھ=۱۲۲ء کو رحلت کر گئے۔ نماز جناہ سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ روی میں پڑھایا۔ (صفۃ الصفوۃ ۲-۱: ۱۱۸؛ ترجمہ: ۳: ۱۱۸؛ الاعلام ۵: ۲۱: ۳۱؛ تہذیب الکمال ۷: ۲۱: ۳۱؛ الاعلام ۵: ۳۵)

<sup>52</sup>۔ لمیل ۲۰۸: ۱۱

<sup>53</sup>۔ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرج انصاری خزری جنوبی اندلس میں ابوعبد اللہ قرطبی 'تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔ بہت بڑے مفسر اور صاحب عباد تھے۔ قرطبہ (اندلس) سے تعلق تھا۔ شرق اوسط کے آسفار کے۔ مصر شمال میں اسیوط کے مضائقات میں نیتیہ ان خصیب میں اقامت پذیر رہے اور وہیں ۱۷۶ھ=۷۲ء کو وفات پائی۔ سادہ اور مستقشغانہ زندگی گزارتے تھے۔ ایک ہی کپڑا زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ (لغت الطیب ۵: ۳۲۸؛ الاعلام ۵: ۳۲۲)

<sup>54</sup>۔ تفسیر القرطبی: ۸: ۱۹۱

<sup>55</sup>. احمد بن علی بن محمد سہنی عقلانی ابوالفضل شہاب الدین ابن حجر قاہرہ میں ۱۳۷۷ھ=۱۹۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ شعر و ادب کے دلدادہ تھے نہ پھر حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے حصول میں صعوبتیں برداشت کیں۔ کثیر التصانیف بزرگ ہیں۔ حدیث رجال اور تاریخ کے بے نظیر عالم ہیں۔ ۱۳۲۹ھ=۱۹۰۸ء کو قاہرہ ہی میں وفات پائی۔ (البدر الطالع ۸: الاعلام ۱: ۱۷۸)

<sup>56</sup>. الا صابۃ ۱۹۸:

<sup>57</sup>. الکافی الشاف ۲۹۳:

<sup>58</sup>. باب النقول: ۱۳۰: حدیث ۵۶۲:

<sup>59</sup>. سید ابوالاعلیٰ مودودی ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو اور نگ آباد کن میں پیدا ہوئے۔ میڑک تک باضابطہ تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۶ء میں مولوی کا امتحان پاس کیا۔ مولانا اشfaq الرحمن کاندھلوی سے سنن ترمذی اور موطاً مالک کے سبق لیے ۲۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کو وفات پائی۔ (شاہ کارانا یکلوبیڈیا ۱۰۶)

<sup>60</sup>. سید ناعم انص بن ابی العاص بن امیة قریش میں سے تھے۔ ذوالنورین لقب تھا۔ اس لیے کہ رسول اللہ اکی دو بیٹیاں: سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کیے بعد دیگرے اُن کے عقد میں آئیں۔ تیسرا خلیفہ راشد ہیں۔ اُن کی دینی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۷۲ قبل ہجرت ۷۷ء کو کلمہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے۔ ۲۳ قبل ہجرت کو شہادت فاروقی ص کے بعد خلیفہ منتخب ہوئے۔ ۳۵ء ۶۵۶=۱۹۰۴ء کو رس کی عمر میں شہادت پائی۔ (الاصابۃ فی تیزیر الصحابة ۲: ۲۲۲، الاعلام ۳: ۲۱۰)

<sup>61</sup>. سعد بن ابی وقاص مالک بن ابیہیب بن عبد مناف قرتشی زہری ابواسحاق ص فاتح عراق و مدائن کسری تھے۔ ۲۳ قبل ہجرت = ۲۰۰ء کو پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے اسلام کی راہ میں تیر چلایا۔ عشرہ مشیرہ میں سے ہیں۔ فارس الاسلام سے مشہور ہیں۔ ۵۵=۱۹۰۷ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (تهذیب تاریخ دمشق الکبیر ۶: ۹۳)

<sup>62</sup>. خلافت و ملوکیت: ۱۱۲-۱۱۱:

<sup>63</sup>. علی بن محمد بن ابراہیم الشجی علاء الدین المعروف بالخازن۔ تفسیر اور حدیث کے عالم تھے۔ شافعی فقیہ اور بغدادی الاصل تھے۔ ۲۶۸=۱۹۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ ایک عرصہ تک دمشق میں مقیم تھے جہاں کے مدرسہ سمیاطیہ میں کتب خانہ کے خازن تھے۔ ۷۳۱=۱۳۲۱ء کو حلب میں وفات پائی۔ (الدرر الکامیۃ ۹: ۳، الاعلام ۵: ۵)

<sup>64</sup>. تفسیر الخازن ۸۷: ۱۷

<sup>65</sup>. امین احسن اصلاحی عالم دین مفسر قرآن مقاون کمیشن کے سابق صدر نظریں۔ ۱۹۰۳ء کو ہند کے اعظم گڑھ (P-U) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ مدرسہ الاصلاح سراۓ میرا عظم گڑھ کے فاضل ہیں۔ (انسان یکلوبیڈیا کتابیہ ۲۵۳: ۳)

<sup>66</sup>. تدبر قرآن ۷: ۶۹۶-۶۹۷ تفسیر سورۃ الحجراۃ ۷: ۶

<sup>67</sup>. سنن ابی داؤد کتاب الترجل ۲(۲) باب فی المحوت للرجال (۸) حدیث ۳: ۲۱۸۱، مندرجہ

<sup>68</sup>. اشرف علی بن عبدالحق فاروقی ۱۲۸۰ھ=۱۸۲۳ء کو ہندوستان میں تھا بھون (ضلع مظفر نگر) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہوئی۔ اول اول قرآن مجید کو حفظ کیا۔ عربی اور فارسی کی ابتدائی کتابیں تھا بھون میں پڑھیں۔ دیوبند میں باقی درسیات کی تکمیل کی۔

- ۱۴۳۰- ۱۸۸۳ء کو سند فضیلت حاصل کی 'اسی سال حج بیت اللہ سے بھی مشرف ہوئے اور حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے بیعت کی۔ ۱۹۲۲ء = ۱۴۲۳ھ کوفات پائی۔ (شاہ کار اسلامی انساں یکلوپیڈیا ۲۲: ۱: ۲۲)
- ۶۹- بیان القرآن: ۹۹۳: ۶۹
- ۷۰- الْعَوَاصِمُ مِنَ الْقَوَاصِمِ: ۹۱، حاشیہ
- ۷۱- معالم التنزیل: ۱۹۱: ۳
- ۷۲- تخلیقات صحابہ: ۸۹
- ۷۳- تخلیقات صحابہ: ۹۰
- ۷۴- تخلیقات صحابہ: ۹۲
- ۷۵- تخلیقات صحابہ: ۹۳
- ۷۶- المستدرک: ۳: ۵۳۶
- ۷۷- ابو طاہر محمد بن ابی القوبہ بن محمد بن ابراہیم 'مجد الدین' شیرازی 'شافعی' عربی لغت نویس ۷۲۹= ۱۳۲۹ء کو گازرون (شیراز) میں بیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم شیراز میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے واسطہ اور بغداد تشریف لے گئے۔ دمشق، مصر اور شام کی سیاحت بھی کی۔ ۷۹۶ھ کو زبید چلے گئے اور وہیں ۸۱۵ھ کوفات پائی۔ (طبقات المفسرین داؤدی ۲: ۲۷۵، البدر الطالع ۲: ۲۸۰، الاعلام ۷: ۱۳۶)
- ۷۸- تقریب التہذیب: ۵۳۵: ۵۳۵ ترجمہ: ۲۲۸۳
- ۷۹- احوال الرجال: ۵۲: ۵۲ 'الضعفاء' نسائی ترجمہ: ۲۱۱، میزان الاعتدال: ۳: ۵۵۸ تقریب التہذیب: ۵۰۱ ترجمہ: ۵۹۰۱
- ۸۰- الاتقان فی علوم القرآن: ۳: ۷۸۷
- ۸۱- خلیل بن عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم بن خلیل ابو بیعلی قزوینی خلیل 'فاضلی' اور حافظ حدیث تھے۔ رجال حدیث سے خوب واقفیت رکھتے تھے۔ ۱۴۰۵ھ کوفات پائی۔ (الرسالۃ المستظرفۃ: ۱۰۵، الاعلام ۲: ۳۱۹)
- ۸۲- الاتقان فی علوم القرآن: ۳: ۱۸۶